سوال

(60)مسجد کو منتقل کرنا

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کسی گاوں میں ایک مسجد ہے وہاں کے باسی اسی مسجد میں نمازادا کرتے ہیں جبکہ اب صورتحال یہ ہے کہ اس گاوں کے لوگ کسی مجبوری کی بناء پر اس گاوں کو ترک کر کے کسی اور جگہ منتقل ہونا چاہتے ہیں اب سوال یہ ہے کہ کیا وہ اس مسجد کے سامان سے جہاں پر وہ منتقل ہونا چاہتے ہیں نئی مسجد بنا سکتے ہیں واضح ہو کہ اگر اس مسجد کو اسی حالت میں چھوڑ دیتے ہیں تو وہ بالکل غیر آباد ہو کر رہ جائے گی اس کا پورا سامان ضائع ہو جائے گا؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

مساجد تمام مسلمانوں کے لیے وقف ہوا کرتی ہیں اور وقف فی سبیل اللہ کا یہ حکم ہوتا ہے کہ اس میں بلاوجہ تغیر و تبدیلی نہ کی جائے اسے ضائع نہ کیا جائے، اس سے وہی کام لیا جائے جس کے لیے اسے وقف کیا گیا ہے لہذا بلاوجہ مسجد میں نامناسب تبدیلی کرنا یا اسے ضائع کرنا یا اسے ختم کرنا اسے غیر آباد کرنا ناجائز ہے، اس کے متعلق (جہاں وہ مسجد ہے) وہاں کے تمام باسی مسلمانوں پر ایک جتنا حق ہے۔ لیکن اس کا مطلب یہ بھی نہیں کہ اگر کوئی اضطراری صورت پیش آجائے تو بھی اس میں تغیر و تبدل یا اسے ترک کرنا اسے نئی صورت میں تعمیر کرنا کسی صورت میں بھی جائز نہیں بلکہ اس کے متعلق بھی اللہ تعالی اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے راہنما اصول عطا فرمائے ہیں جن سے مذکورہ تمام باتیں جائز ہو سکتی ہیں۔

(1) :اللہ تعالی نے فرمایا: لَا یُكَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَہَا (البقرۃ:۲۸۶)

''ہر کسی بھی شخص کو اللہ تعالی اس کی طاقت وقدرت سے زیادہ احکام لاگو نہیں کرتا۔''

(۲) : فَاتَّقُوا اللّٰہَ مَا اسْتَطَعْتُمْ (التغابن:۱۶)

''لہذا اللہ تعالی کی نافرمانی اور اس کے اوامر انحرافی سے اپنی وسعت وطاقت کے مطابق بچیں۔''

(۳) : یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ ۭ قُلْ فِیْہِمَآ اِثْمٌ كَبِیْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ ۡ وَاِثْمُہُمَآ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِہِمَا (البقرۃ:۲۱۹)

''آپ سے شراب اور جوے کے متعلق پوچھتے ہیں آپ فرمائیں کہ ان دونوں میں نقصان بھی ہے تو لوگوں کے لیے کچھ فوائد بھی ہیں تاہم ان کے نقصانات فوائد سے زیادہ ہیں۔''

اس مقام پر ''اثم''بمعنی نقصان ہے تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں۔اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ اضافی فائدے اور نقصان سے کوئی چیز بھی خالی نہیں، حتی کہ محرمات میں بے شمار نقصانات کے ساتھ ساتھ کچھ فوائد بھی ہیں، لہذا اس آیت سے یہ اصول اخذ ہوتا ہے کہ جب کہ کوئی بھی چیز اضافی نفع ونقصان سے خالی نہیں تو پھر ہر چیز کے متعلق حکم معلوم کرنے کے لیے یہ دیکھنا پڑے گا کہ اس کا نفع زیادہ ہے یا نقصان، اگر نقصان زیادہ ہے تو پھر تو تھوڑی منفعت کو کچھ وزن نہیں دیا جائے گا بلکہ نقصان کو مد نظر رکھتے ہوئے اس چیز سے اجتناب وپرہیز لازمی ہے۔

(٤) : وَقَدْ فَصَّلَ لَكُم مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ إِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ إِلَيْهِ **(الانعام ٦/١١٩)**

اللہ تعالی نے محرمات (حرام کردہ چیزوں) کو تفصیل سے بیان کیا ہے مگر یہ کہ تم مجبور ہو جاو کہ تمھیں محرم چیز سے کسی طرح بھی مخرج نظر نہ آئے۔اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ ہر محرم وممنوع چیز نہایت اضطراری اور انتہائی مجبوری کی حالت میں جائز ہوجاتی ہے لیکن وہاں یہ خیال رہے کہ اس کام یا چیز یا امر کے ارتکاب کے علاوہ کوئی دوسری متبادل صورت نہ ہو اگر کوئی متبادل صورت موجود ہے تو پھر ہر گز ہر گز اس ممنوع چیز کا ارتکاب نہ کیا جائے۔

(٥) : اللہ تعالی نے صلاح ودرستگی (معاشرہ) کا امر فرمایا ہے اور اس کے مدمقابل فساد سے منع فرمایا ہے اور اپنے انبیاء کرام علیہم السلام کو بھی اس لیے مبعوث فرمایا کہ انسانوں کے اصلاح احوال کی تحصیل وتکمیل کریں اور مفاسد کو بالکل ختم ونابود کردیں اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل آیت کریمہ کو ملاحظہ کریں۔

وَقَالَ مُوسَىٰ لِأَخِيهِ هَارُونَ اخْلُفْنِي فِي قَوْمِي وَأَصْلِحْ وَلَا تَتَّبِعْ سَبِيلَ الْمُفْسِدِينَ **(الاعراف:١٤٢)**

اور شعیب علیہ السلام نے فرمایا:

إِنْ أُرِيدُ إِلَّا الْإِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ **(ہود:٨٨)**

اور فرمایا:

فَمَنِ اتَّقَىٰ وَأَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ **(الاعراف:٣٥)**

نیز ارشاد ہے:

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ قَالُوا إِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُونَ **(البقرۃ:١١)**

مذکورہ آیات میں واضح طور پر مصالح کو اختیار کرنے کا امر وترغیب دی گئی ہے اور فساد وبگاڑ سے روکا گیا ہے۔یعنی جو بات بگاڑ فساد اور تخریب وضیاع کا سبب بنتی ہو اسے ترک کر کے وہ کام یا عمل وصورت اختیار کی جائے جس میں ہر طرح سے مصلحت اور بہتری ہو۔

(٦) : وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّن مَّنَعَ مَسَاجِدَ اللَّهِ أَن يُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ وَسَعَىٰ فِي خَرَابِهَا **(البقرۃ:١١٤)**

''اس سے بڑھ کر کوئی بھی ظالم نہیں جو مساجد کی تخریب وضیاع کا سبب بنے کہ وہ ان میں اللہ تعالی کے ذکر سے روکتا رہے۔''

(٧) : فِي بُيُوتٍ أَذِنَ اللَّهُ أَن تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ **(النور:٣٦)**

مومنوں کے دلوں میں اللہ تعالی کی طرف سے نوران گھروں (مسجدوں) میں حاصل ہوگا جن کے متعلق اللہ تعالی نے حکم فرمایا کہ ان کی رفعت وبلندی، تعظیم وتکریم کی جائے اوران میں اللہ تعالی کے نام کا ذکر ہوتا رہے۔ الخ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

((مانہیت عنہ فاجتنبوہ وماأمرتکم بہ فاتومنہ ماا ستطعتم الحدیث)) (متفق علیہ)

‘‘یعنی میں تمھیں جس چیز سے روکوں اس سے کلی طور پراجتناب کرواورجس چیز کا حکم دوں تواس کی تعمیل اپنی وسعت واستطاعت کے مطابق کرو۔’’

یعنی نواہی میں استطاعت وغیرہ کی گنجائش نہیں مگراوامر میں شریعت نے قدرت اوروسعت کی گنجائش رکھی ہے۔ چوری مت کریں اس میں یہ گنجائش نہیں کہ اگرقدرت نہ ہوتو پھرچوری کرلیا کرولیکن حکم ہے کہ نماز کھڑے ہوکرپڑھواگرقدرت نہین توپھرلیٹ کراشاروں کے ساتھ۔ وضوکےلیے پانی نہیں یاکسی سبب وضوکرنا صحیح نہیں توتیمم کرلے۔ روزے فرض ہیں لیکن بیمارکے ل یے ترک کرنے کی اجازت ہے علی ہذاالقاس۔ دیگراوامرکوبھی اسی طرح سمجھنا چاہیے۔ ان اصولی باتوں کوپوری طرح ذہن میں بڑھانے کے بعداب آئیے اصل مسئلہ کی طرف کتنے ہی مواقع پر بعض ایسے ناگزیر حالات پیدا ہوجاتے ہیں جن کی وجہ سے وہاں کے باسی اس گاوں کوترک کرنے پر مجبورہوجاتے ہیں مثلاوہاں بہت زیادہ زمینی سیلاب پھوٹ پڑے جس کی وجہ سے وہاں کے باسی مجبورہوکراس جگہ کوترک کرکے چلے جائیں اس صورت میں اگراس گاوں کے باسیوں کواس کی اجازت نہ دی جائے کہ وہ اس مسجد کوشہید کرکے جاکروہاں مسجد بنائیں جہاں پروہ رہنےلگے ہیں توپھرظاہر ہے کہ اس طریقے سے تویہ بنی ہوئی مسجد غیرآبادہوکررہ جائےگی کی یاتوکتے اوربلیاں آکروہاں گندپھیلاتے رہیں گے یاشیاطین کیاکوئی اورمخلوق وہاں آکراپنا آستانہ بنائےگی یا بالآخروہ اس سیلاب کی وجہ سے گرکرنیست ونابودہوجائےگی۔ اس طرح مسجدکی تعظیم میں فرق آجاتا ہے ہاں اگراس کی متبادل صورت کی اجازت ہوگی تولوگ باآسانی اپنی مرضی کے مطابق کسی اورجگہ وہ مسجد بنوادیں گے۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتاویٰ راشدیہ

صفحہ نمبر 326

محدث فتویٰ